پیر مہر علی شاہؒ کی منتخب نعتیہ شاعری میں سیرتِ طیبہ ﷺ کا جمالیاتی اظہار

The aesthetic expression of the Seerat-e-Tayyaba (peace be upon her) in the selected Naatiya poetry of Pir Mehr Ali Shah.

حسن مجتبیٰ
شعبۂ اُردو، کلیۂ زبان و ادب، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
hassan.mujtaba@iiu.edu.pk

Abstract:
This study explores the aesthetic representation of the *Seerat-un-Nabi* ﷺ in the Na'at poetry of Pir Meher Ali Shah Golravi (1859–1937), focusing on his poetic collection *Mirat-ul-Irfan*. A prominent Sufi poet of the Indian subcontinent, Pir Meher Ali Shah combines spiritual depth, literary elegance, and intense love for the Prophet Muhammad ﷺ in his verses. His Na'at poetry transcends mere praise and becomes a profound spiritual and artistic portrayal of the Prophet's ﷺ character, appearance, and significant events from his life such as the Mi'raj and Hijrah. Using refined metaphors, rhythmic cadence, and emotionally resonant imagery, the poet presents themes of prophetic beauty, moral excellence, intercession, and divine unity. The famous Na'at "Aj sakh mitraan di vadhairi ae" epitomizes this harmonious blend of devotional intensity and aesthetic expression. The research concludes that Pir Meher Ali Shah's poetry is not only a tribute to the Prophet ﷺ but a mystical invitation that fosters an inner connection with the Seerah through love, reverence, and poetic beauty.

Keywords: *Pir Meher Ali Shah*, *Na'at Poetry*, *Seerat-un-Nabi* ﷺ, *Aesthetic Expression*, *Sufi Literature*, *Mirat-ul-Irfan*

تعارف

برِّ صغیر پاک و ہند کی صوفیانہ روایت میں نعت گوئی کو ایک خاص روحانی مقام حاصل ہے، جہاں سیرتِ نبوی ﷺ کا بیان محض عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک وجدانی اور فنی تجربہ بن جاتا ہے۔ صوفی شعرا نے نعت کو وسیلۂ قربِ محمدی ﷺ سمجھا اور اپنی روحانی کیفیات کو شعری جمالیات کے پیکر میں ڈھال کر پیش کیا۔ ان شعرا میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا نام نہایت ممتاز حیثیت رکھتا ہے، جو اپنے زمانے کے عظیم عالم، صوفی اور صاحبِ ذوق شاعر تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی

شاعری خصوصاً ان کی نعتیہ تخلیقات عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہیں اور ان میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے متنوع پہلو دل نشین پیرائے میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ مرأة العرفان سیرتِ نبوی ﷺ کی فکری و روحانی معنویت کو شعری اظہار کے حسین سانچے میں ڈھالتا ہے۔ اس مجموعے میں موجود اشعار نہ صرف سیرتِ پاک ﷺ کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ قاری کو جمالیاتی، وجدانی اور روحانی سطح پر متاثر کرتے ہیں۔ بالخصوص آپ کی پنجابی نعت "اج سک متراں دی ودھیری اے" کو صوفیانہ نعتیہ ادب کا شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے، جو سیرت نگاری کے فنی اسلوب، روحانی تجربے اور جمالیاتی اظہاریہ کا مثالی نمونہ ہے۔ اس نعت میں جہاں استقبالِ مصطفیٰ ﷺ کا منظر وجد میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا ہے، وہیں سیرتِ طیبہ ﷺ کے جمالیاتی اظہار کی کئی پرتیں سامنے آتی ہیں۔

موجودہ تحقیق کا مقصد یہی ہے کہ مرأة العرفان میں شامل نعتیہ کلام، بالخصوص مذکورہ پنجابی نعت کی روشنی میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ہاں سیرتِ نبوی ﷺ کے جمالیاتی اظہار کے فنی و فکری اسالیب کو واضح اور منظم انداز میں پیش کیا جائے، تاکہ اُردو و پنجابی صوفی شاعری میں سیرت نگاری کی ایک اہم روایت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

ادبی و فکری پس منظر

پیر مہر علی شاہؒ برِّ صغیر کی علمی و روحانی تاریخ میں ایک ممتاز اور مقتدر نام ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۹ء میں گولڑہ شریف کے ایک علمی خانوادے میں ہوئی۔ آپ نے ایک طرف جہاں فقہی و کلامی اختلافات کا علمی انداز میں رد کیا، وہیں دوسری جانب سلوک و معرفت کے رموز بھی عوام و خواص تک پہنچائے۔ حضرت پیر صاحب نے عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں پر غیر معمولی عبور حاصل کیا۔ ان کی علمی بصیرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کے خلاف علمی و منطقی دلائل پر مبنی مشہور کتاب سیفِ چشتیائی تحریر کی۔

اُن کی شاعری میں روحانی تجربات، عشقِ رسول ﷺ، معرفتِ الٰہی اور اخلاقی تعلیمات گہرے انداز میں موجود ہیں۔ ان کے کلام کا سب سے نمایاں پہلو عشقِ نبوی ﷺ ہے جو ہر نعت میں فکری گہرائی اور جمالیاتی لطافت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا

ہے۔ مرأة العرفان ان کے نعتیہ ذوق کا مظہر ہے، جس میں عشقِ رسول ﷺ کی شدت، سیرتِ طیبہ ﷺ کے اخلاقی و جمالیاتی پہلو اور صوفیانہ واردات کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی فکر کا منبع قرآن و سنت ہے تاہم وہ روایت کے ساتھ ساتھ جدتِ اظہار کے بھی قائل ہیں۔ ان کی شاعری میں ہمیں قدیم صوفی روایت کی جھلک کے ساتھ ساتھ ایک وجدانی، ذاتی اور انفرادی کیفیت کا اظہار بھی ملتا ہے۔ انہوں نے سیرتِ طیبہ ﷺ کے جمالیاتی اظہارات کو نہ صرف نظم کیا بلکہ اس میں فنی ندرت، صوفیانہ اشارات اور عاشقانہ وارفتگی کو بھی سمویا۔ یہی امتزاج ان کی نعتیہ شاعری کو دیگر شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعت گوئی محض رسمی مدح نہیں بلکہ عشقِ رسول ﷺ کی مجسّم صورت ہے، جو وجدان، روحانی تجربات اور جمالیاتی احساسات کے حسین امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔ اُن کا کلام قاری کو نہ صرف فکری اعتبار سے مائل کرتا ہے بلکہ روحانی اور جمالیاتی سطح پر بھی بے حد متاثر کرتا ہے۔ انہوں نے سیرتِ طیبہ ﷺ کے مختلف پہلوؤں جیسے اخلاقِ نبوی ﷺ، حسنِ صورت و سیرت، معراج، شفاعت اور آلِ رسول ﷺ کو اس قدر ادب، وارفتگی اور خلوص سے بیان کیا ہے کہ قاری خود کو روحانی وجد کی کیفیت میں محسوس کرتا ہے۔ ان کی نعتیں عشق و عقیدت کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ فنّی حسن، فکری وسعت اور دینی شعور کا مرقع بھی ہیں۔

نعتیہ شاعری میں سیرت کا بیان

نعت گوئی صوفیانہ ادب کا وہ باب ہے جو صرف حضور اکرم ﷺ کی مدح تک محدود نہیں بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روحانی اور اخلاقی عظمتوں کی ترجمانی کا بھی مؤثر وسیلہ ہے۔ صوفی شعرا کے نزدیک نعت، محض عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک ذریعۂ قربت ہے، جس کے ذریعے وہ اپنی روحانی وابستگی اور قلبی کیفیت کو بیان کرتے ہیں۔ نعت کو وہ ایک ایسی جمالیاتی زبان میں ڈھالتے ہیں جو نہ صرف سامع کو وجد میں مبتلا کرتی ہے بلکہ اسے سیرتِ طیبہ ﷺ کے لطیف اور معنی خیز پہلوؤں سے بھی روشناس کراتی ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری اسی صوفیانہ روایت کی بھرپور نمائندہ ہے۔ ان کے کلام میں سیرتِ نبوی ﷺ کا بیان عقیدت کے ساتھ ساتھ شعور، عرفان اور روحانی گہرائی لیے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ سیرت کے مختلف پہلو—جیسے حضور ﷺ کا حسنِ سیرت، حُسنِ صورت، اخلاقِ کریمانہ، معجزات اور فکری و دعوتی پیغام کو نہایت لطیف اور دلنشین پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی نعتوں میں بیان کیے گئے واقعات و صفات، صرف تاریخی یادداشت نہیں بلکہ قاری کے لیے ایک روحانی تجربہ بن کر سامنے آتے ہیں۔

پیر صاحبؒ کی شاعری میں حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کا ذکر ایک مکمل اور جامع شخصیت کے طور پر ہوتا ہے—ایک ایسے وجود کے طور پر جو دنیا و آخرت دونوں کا مرکزِ جمال ہے۔ ان کے اشعار میں معراج، ہجرت، طائف کی آزمائش اور مدنی زندگی جیسے اہم واقعات کو بھی خاص روحانی شعور کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جو نعت کو محض مدح سے بلند کر کے سیرت نگاری کا ایک زندہ فن بنا دیتا ہے۔ اس طرح حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری سیرتِ نبوی ﷺ کی جمالیاتی ترجمانی کرتے ہوئے نہ صرف شعری لذت عطا کرتی ہے بلکہ ایک فکری و روحانی بصیرت بھی فراہم کرتی ہے، جو نعت کو ایک مکمل، جامع اور متعالی صنفِ ادب میں بدل دیتی ہے۔

شاعری میں جمالیاتی اسلوب

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری، خصوصاً ان کا مجموعہ مرأة العرفان، فکری، روحانی اور فنی جہات کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ ان کی شاعری میں جمالیاتی اسلوب اس طور پر جلوہ گر ہوتا ہے کہ ہر شعر ایک روحانی واردات، وجدانی کیفیت اور فنی لطافت کا پیکر معلوم ہوتا ہے۔ وہ سادہ، مگر عارفانہ زبان استعمال کرتے ہیں جو قاری کو ذہنی الجھن میں ڈالے بغیر براہِ راست دل سے مخاطب ہوتی ہے۔ ان کی زبان میں نہ تصنع ہے، نہ تکلف؛ بلکہ اس سادگی میں ایک خاص قسم کی روحانی گہرائی اور معنوی وسعت پوشیدہ ہے۔

پیر صاحبؒ کے کلام میں تشبیہات و استعارات نہایت سلیقے سے استعمال ہوتے ہیں، جو شعری پیکر کو صرف خوبصورت ہی نہیں بلکہ معنویت سے بھی بھر دیتے ہیں۔ ان کا جمالیاتی انداز صوتی آہنگ سے بھی مزین ہے، جہاں قافیہ و ردیف کی ہم

آہنگی اور بحر کی روانی اشعار کو نغمگی عطا کرتی ہے۔ ان کی نعتوں میں وجدانی کیفیت غالب ہے، جو قاری کو محض پڑھنے کے بجائے محسوس کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

ان کی مشہور پنجابی نعت "اَج سک مِتراں دی ودھیری اے" پیر مہر علی شاہؒ کے جمالیاتی اسلوب کا نقطۂ عروج ہے۔ اس نعت میں مدینہ منوّرہ میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ قاری خود کو اُس روحانی لمحے میں موجود پاتا ہے۔ اشعار میں جہاں حضور ﷺ کے وصالِ مبارک کی روحانی تاثیر ہے، وہیں عشق، احترام اور معرفت کی آمیزش اسے محض مدح نہیں بلکہ ایک وجدانی تجربہ بنا دیتی ہے۔ اِس نعت میں حسنِ سیرت و صورت، شفاعتِ نبوی ﷺ، اور روحانی جمال کی جو تصویریں اُبھرتی ہیں، وہ ایک طرف صوفیانہ فکر کی عکّاسی کرتی ہیں اور دوسری جانب فنِ شاعری کے اعلیٰ معیار کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ پیر صاحبؒ کا یہ جمالیاتی اسلوب محض فن کے لیے فن نہیں بلکہ روح کے لیے جمال کا ذریعہ ہے، جو قاری کو سیرتِ نبوی ﷺ کے حسن سے ہمکنار کرتا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعت گوئی: وادیِ حمرا کا روحانی تجربہ

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری عشقِ رسول ﷺ کی وہ آئینہ دار ہے جو صرف لفظی مدح یا رسمی تعظیم نہیں بلکہ قلب و روح کی وارفتگی، وجدانی مکاشفے اور باطنی واردات کی امین ہے۔ ان کی ایک نعت "دل لگڑا اے پرواہاں نال" کے ساتھ وابستہ پس منظر اس بات کا شاہد ہے کہ ان کی نعت صرف شعر نہیں بلکہ سفرِ شوق، تجربۂ وصال اور دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت کا بیان ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ جب حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو وادیٔ حمرا میں قیام کے دوران نمازِ عشاء کی سنّتیں ترک کر کے (جو ایک جائز شرعی رخصت ہے) آرام کیا۔ اسی دوران خواب میں دیدارِ رسول ﷺ سے مشرف ہوئے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "اے مہر علی! میرے دیدار کے طلبگار ہو اور میری ہی سنّتیں چھوڑ دیں؟" اور بعض روایات کے مطابق یوں فرمایا: "آلِ رسول کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہیے"۔ یہ خواب ایک روحانی انتباہ بھی تھا اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کی تجلی

بھی۔ اس لمحۂ مقدس کی کیفیت میں پیر صاحب پر وجد طاری ہوا اور اسی وجد میں انہوں نے وہ نعتیہ اشعار کہے جن میں عشق، ادب، روحانی اضطراب اور جمالیاتی کیف کی بے مثال جھلک ہے:

اَج سک متراں دی ودھیری اے　　　کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے　　　اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں[1]

یہ اشعار حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے نعتیہ جمالیاتی اسلوب کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں، جو نعت کو محض مدح سے بلند کر کے ایک وجدانی اور روحانی تجربہ بنا دیتے ہیں۔ یہاں شاعر کی داخلی کیفیت، حضور اکرم ﷺ کے روحانی وصال یا ان کے تصورِ دیدار کے بعد کی حالت کو اس شدت سے بیان کرتی ہے کہ قاری خود بھی ایک وجد میں داخل ہو جاتا ہے۔ نعت کے مطلع کا پہلا مصرعہ ہی بہت جاندار اور خوبصورت پیرایہ میں کہا گیا ہے:

اَج سک متراں دی ودھیرے اے

نعت کا پہلا مصرعہ "اَج سکّ متراں دی ودھیری اے" محبت اور یادِ رسول ﷺ کی شدت کو نہایت پر اثر اور وجد آفریں انداز میں بیان کرتا ہے۔ جو قربِ مصطفیٰ ﷺ اور یادِ محبوب کے لمحوں میں عاشق کے باطن کو روشن کرتی ہے۔ "متراں" کا مفہوم بھی محض دنیاوی رفاقت تک محدود نہیں بلکہ اس کا اشارہ محبوبِ حقیقی، یعنی حضور ختمی مرتبت ﷺ کی طرف ہے، جو صوفی شعور میں "دوستِ ازلی" اور مرجع عشق و عرفان ہیں۔ "ودھیری" کا استعمال شدت، کثرت اور جذبے کے طوفان کو ظاہر کرتا ہے، گویا دل و جان پر حضور ﷺ کی یاد کا سیلاب چھا گیا ہو۔ یوں یہ مصرعہ محض جذبات کا بیان نہیں بلکہ پیر مہر علی شاہؒ کے عرفانی تجربے، روحانی جذب اور قلبی واردات کا ایک لطیف، شاعرانہ اور جمالیاتی اظہار بن کر سامنے آتا ہے۔

کیوں دلڑی اداس گھنیری اے

1. پیر مہر علی شاہ ؒ، مرآۃ العرفان (گولڑہ شریف، اسلام آباد: مکتبۂ درگاہِ غوثیہ مہریہ، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۵
Pīr Mihr ʿAlī Shāh. Mirʾāt al-ʿIrfān. Golra Sharīf, Islamabad: Maktabah Dargāh-i Ghawthiyyah Mihriyyah, 2000, 25.

اس کے بعد اچانک دل کی اداسی کا ذکر آتا ہے۔ یہ اداسی عشق کا وہ لمحہ ہے جب قرب کے بعد فراق یا دوری کا احساس جنم لیتا ہے۔ یہ تضاد—سک اور اداسی—صوفیانہ تجربے کا خاصہ ہے، جہاں وصال کے بعد فراق کی شدت بھی ایک نعمت کی طرح محسوس ہوتی ہے، کیونکہ یہ فراق بھی وصال کی یاد سے لبریز ہوتا ہے۔

لوں لوں وچ شوق چنگیری اے

یہ مصرع جمالیاتی اور صوفیانہ تجربے کا عروج ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ اس کے جسم کے ہر ہر رونگٹے (لوں لوں) میں شوق کی آگ بھڑک رہی ہے۔ یہ "شوق" عام تمنّا نہیں بلکہ وہ عرفانی شوق ہے جو دیدارِ محبوب کے بعد بڑھتا چلا جاتا ہے اور وجود کو بے قرار رکھتا ہے۔

اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

آنکھوں سے جھڑتی ہوئی اشک باری، عشق کی سچائی کی گواہی ہے۔ یہاں "نیناں لائیاں جھڑیاں" کے الفاظ میں جو صوتی موسیقیت ہے، وہ بھی جذبات کی نرمی اور شدت کو بیک وقت ظاہر کرتی ہے۔ یہ آنسو حضور ﷺ کی محبت میں بہنے والے وہ آنسو ہیں جو گواہی دیتے ہیں کہ دل وجاں کی گہرائیوں میں یہ عشق پیوست ہو چکا ہے۔

یہ اشعار صرف جذبات کا اظہار نہیں، بلکہ روحانی تجربے کا شعری روپ ہیں۔ ان میں وجدانی شدت (intensity of spiritual ecstasy)، قرب و فراق کی آمیزش، صوفیانہ شوق کی آگ، دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کے بعد کی بے قراری کا ایسا امتزاج ملتا ہے جو عشقِ حقیقی کی علامت ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے ہاں یہ اشعار اس عرفانی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ محبوب کے دیدار کے بعد بھی قرار نہیں آتا؛ بلکہ شوق کی شدت مزید بڑھ جاتی ہے اور عاشق کی آنکھیں اشکبار، دل بے تاب اور جسم کا ہر ہر ذرہ سجدہ ریز ہونے کو بے قرار ہو جاتا ہے۔

مذکورہ نعت "اَج سک مِتراں دی ودھیری اے" میں فارسی، عربی اور پنجابی اشعار کی آمیزش ایک منفرد جمالیاتی اور فکری امتزاج پیش کرتی ہے۔ نعت کے اشعار میں عربی اور پنجابی زبانوں کے کلاسیکی اسلوب اور صوفیانہ اظہار کو نہایت مہارت سے استعمال کیا گیا ہے:

اَلْطَّیْفُ سَرىٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ والشَّذُو بَدىٰ مِنْ وَفْرَتِہٖ

فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں[(2)]

یہ اشعار نہ صرف حضور ﷺ کی رُوحانی و جمالی شخصیت کا عرفانی تاثر پیش کرتے ہیں بلکہ اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ شاعر کی روح کس طرح حضور ﷺ کی نظرِ کرم سے سرشار ہو گئی۔ یہ بین اللسانی آمیزش حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے وسیع علمی پس منظر، لسانی مہارت اور صوفیانہ وجدان کا پتہ دیتی ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال نعتیہ روایت میں کلاسیکی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ایک عرفانی شان عطا کرتا ہے، جبکہ پنجابی زبان میں اظہار اس عرفانی تجربے کو عوامی اور مقامی رنگ میں ڈھال دیتا ہے۔ "نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں" جیسے پنجابی مصرعے اس روحانی کیفیت کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں جو عاشق پر دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کے تصور سے طاری ہو جاتی ہے۔ یوں ان اشعار کی آمیزش پیر صاحب کے قلبی واردات، فکری وسعت اور جمالیاتی بصیرت کی ہمہ جہتی تصویر پیش کرتی ہے۔

جب حضرت پیر مہر علی شاہؒ روضۂ اطہر پر پہنچے تو انہوں نے مزید نعتیہ اشعار میں اپنا عقیدت بھرا سلام پیش کیا:

لاہو مکھ تو مـخـطـط بردِ یمن من بھانوری جھلک دکھلاؤ سجن[(3)]

یہ اشعار ایک طلب، التجا اور روحانی جھلک کا بیانیہ ہیں۔ شاعر دل سے چاہتا ہے کہ مدینہ کے محبوب ﷺ ایک جھلک عطا فرمائیں اور وہ لمحہ نصیب ہو جس میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ دوبارہ نصیب ہو۔

اِس شعر میں عشق، ادب، عجز، روحانی تڑپ اور شوقِ دیدار کی شدت نظر آتی ہے۔ اس میں عاشقِ رسول ﷺ کی وہ کیفیت جھلکتی ہے جو مدینہ کی فضا میں سانس لیتے ہی شدید تر ہو جاتی ہے۔ یہاں "جھلک دکھلاؤ سجن" کی التجا محض دیدار کی خواہش نہیں بلکہ ایک روحانی وصال کی طلب ہے۔ یہ تمام کیفیتیں اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ پیر مہر علی شاہؒ کے لیے زیارتِ روضۂ اطہر، سیرت کا مطالعہ یا نعت کی تخلیق، سب کچھ ایک باطنی واردات اور قلبی مکاشفے کا حصہ تھے۔ ان اشعار

2. ایضاً۔ / Ibid

3. ایضاً، ص ۲۶۔ / Ibid., 26.

میں طلب کا جو والہانہ انداز ہے، وہ نہ صرف عشقِ رسول ﷺ کی معراج کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ سچا نعت گو وہی ہو سکتا ہے جس کی روح خود سیرتِ طیبہ ﷺ کے نور سے منور ہو چکی ہو۔

اِسی نعت میں آگے چل کر پیر صاحبؒ فرماتے ہیں:

اس صورت نوں میں جان آکھاں جاناں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں شاناں سب بنیاں[4]

یہ اشعار عشقِ رسول ﷺ کی اس بلند ترین سطح کا اظہار ہیں جہاں شاعر حضورِ اکرم ﷺ کی ذات کو محض ایک انسانِ کامل یا نبی نہیں بلکہ تمام تر حسن، جمال، کمال اور شرافت کا مرکز و منبع قرار دیتا ہے۔ ''اس صورت نوں میں جان آکھاں'' کے ذریعے شاعر فرماتا ہے کہ اگر کسی کو زندگی کا مفہوم یا اصل جاننا ہو، تو وہ حضور ﷺ کی ذات ہے۔ اگلے مصرعے میں ''جاناں کہ جانِ جہان آکھاں'' یہ واضح کرتا ہے کہ اگر ساری کائنات کی اصل کوئی ہستی ہے تو وہ حضور ﷺ ہی ہیں، یعنی آپ ﷺ نہ صرف جانِ انسانیت بلکہ جانِ کائنات بھی ہیں۔

تیسرا مصرعہ ''سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں'' ایک نہایت لطیف عقیدے کی ترجمانی ہے کہ اگر سچ بات کی جائے، تو مصطفیٰ ﷺ کی ذات خدا کے جمال و کمال کا مظہر ہے۔ یعنی خدا نے اپنی صفات، اپنے جمال اور اپنی رحمت کو اگر کسی صورت میں ظاہر فرمایا ہے تو وہ حضورِ اکرم ﷺ کی صورتِ مبارکہ ہے۔ آخری مصرعہ ''جس شان توں شاناں سب بنیاں'' توحیدی اور عرفانی جہت کا حامل ہے، جو بتاتا ہے کہ جو بھی کائناتی عظمت، شان، جلال یا جمال دنیا میں پایا جاتا ہے، وہ دراصل حضور ﷺ ہی کی شان کے فیضان کا نتیجہ ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ان تمام فضیلتوں کا ماخذ ہے، جن پر دنیا فخر کرتی ہے۔

یہ اشعار مدح کے ساتھ ساتھ ایک صوفیانہ عقیدہ ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات وہ آئینہ ہے جس میں کائنات کو اپنا حسن، اپنا مفہوم اور اپنا مرکز نظر آتا ہے۔ یہ عشق، عرفان اور جمالیات کا حسین امتزاج ہے، جو پیر مہر علی شاہؒ کے نعتیہ کلام کو روحانی بلندی عطا کرتا ہے۔ آگے چل کر پیر صاحبؒ مزید فرماتے ہیں:

4. ایضاً، ص ۲۵۔ Ibid., 25./

ایہا صورت شالا پیشِ نظر رہے وقتِ نزع تے روزِ حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر سب کھوٹیاں تھیں سن تدکھریاں[5]

ان اشعار میں شاعر اخروی نجات کو بھی نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ کرتا ہے۔ وہ اس دعا کے ساتھ نعت کو سمیٹتے ہیں کہ وصالِ نبوی ﷺ کی یہ جھلک صرف دنیا میں نہیں بلکہ وقتِ موت، قبر، پل صراط اور قیامت کے دن بھی پیشِ نظر رہے۔

بیداری کی زیارت اور عاجزی

جب آپ کو بیداری میں روضۂ رسول ﷺ پر دوبارہ دیدار نصیب ہوا تو آپ نے عاجزانہ اور ادب سے بھرپور انداز میں وہ مشہور اشعار پڑھے جو عربی اور پنجابی نعتیہ ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں:

سُبحَانَ اللہ مَا اجمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اکمَلَکَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں[6]

یہ اشعار نعت کے ادب، عشق کے انکسار اور عرفانِ نبوی ﷺ کا اعلیٰ ترین اظہار ہیں۔ پیر مہر علی شاہؒ یہاں اپنی حیثیت کو فانی اور رسولِ اکرم ﷺ کی عظمت کو لامحدود قرار دیتے ہیں۔

یہ نعت واضح کرتی ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کا جمال محض ایک تاریخی یا اخلاقی تصور نہیں بلکہ ایک ایسا زندہ اور ہمہ گیر نور ہے جو دنیا و آخرت دونوں میں رہنمائی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ پیر مہر علی شاہؒ نے اپنی وجدانی کیفیت، عاشقانہ جذبے، اور روحانی تجربے کو شعری قالب میں ڈھال کر سیرتِ طیبہ ﷺ کو ایک **جمالیاتی بیانیہ** میں ڈھال دیا ہے، جو قاری کے دل پر براہِ راست اثر کرتا ہے۔

5. ایضاً، ص ۲۵، ۲۶۔/ Ibid., 25, 26.
6. ایضاً، ص ۲۶۔/ Ibid., 26.

فارسی نعت "آشفتہ مہروئے پرناز ستمگارم"

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی فارسی نعت **"آشفتہ مہروئے پرناز ستمگارم"** جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک ایسی روحانی و عرفانی تفسیر ہے جس میں تصوف، عشق اور رمزیت کی گہری فضا قائم کی گئی ہے۔ یہ نعت محض مدحِ نبوی ﷺ نہیں بلکہ ایک عاشقِ صادق کی قلبی واردات اور روحانی مشاہدے کا بیانیہ ہے، جسے پیر صاحبؒ نے فارسی کلاسیکی اسلوب میں پیش کیا ہے۔ مصرعہ **"در مصحفِ روئے او آیاتِ خدا دارم"** میں نبی کریم ﷺ کے چہرۂ انور کو قرآنِ کریم کی آیات کے مصداق قرار دینا جمالیاتی احساس کی انتہا ہے۔ یہ نہ صرف عشقِ نبوی ﷺ کی ایک وجدانی جھلک ہے بلکہ جمالِ سیرت و صورت کو الہامی سطح پر محسوس کرنے کا اظہار بھی ہے۔

اسی نعت کا ایک اَور خوبصورت شعر ملاحظہ کیجیے:

عشق آمد و شد ساری چوں بُو بگلاب اندر | او در من و من در وَے، سرّیست ز اسرارم[7]

یہ شعر وحدتِ عشق و معشوق کی اس کیفیت کو بیان کرتا ہے جسے صوفیانہ اصطلاح میں **وحدت الوجود** کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت پیر مہر علی شاہؒ عشقِ رسول ﷺ کو اپنے وجود کا جزوِ لاینفک قرار دیتے ہیں—یعنی وہ عشق جو نہ صرف شاعر کے اندر جاری و ساری ہے بلکہ خود اس عشق کا مرکز و محور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ یہ عشق گلاب کی خوشبو کی طرح ہے جو حضور ﷺ کی ذات سے مہک رہا ہے اور اسی خوشبو میں شاعر اپنی شناخت بھی پاتے ہیں۔

یہ نعت حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری کے اس پہلو کو نمایاں کرتی ہے جس میں **سیرتِ نبوی ﷺ کا جمال ایک روحانی، عرفانی اور وجودی تجربہ** بن جاتا ہے۔ یہ تجربہ قاری کو صرف علم یا عقیدت نہیں دیتا، بلکہ **روح کی گہرائیوں میں ایک نورانی کیفیت** پیدا کرتا ہے جو سیرت کے جمالیاتی اثر کو مکمل طور پر محسوس کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

---

7. ایضاً، ص ۵۔/ Ibid., 5.

فارسی نعت: ”صبا زِ طُرّۂ شبر نگِ مہوشِ طنّاز“

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی فارسی نعت **”صبا زِ طُرّۂ شبر نگِ مہوشِ طنّاز“** ایک ایسا نادر شعری اظہار ہے جو **عاشقانہ عقیدت، فنّی لطافت اور روحانی واردات** کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔ یہ نعت محض مدح کا بیان نہیں بلکہ ایک عارفِ کامل کے جذبۂ نیاز اور روحانی لگن کی عکاس ہے۔ شعر **”کُجا ایں غالیہ عطری و قصّہ ہائے دراز“** میں شاعر نسیمِ صبا سے مخاطب ہو کر محبوبِ دو جہاں ﷺ کی زلفِ عنبریں کی خوشبو اور اس سے جڑی لازوال کہانیوں کو بیان کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ یہ پیرایۂ سخن نعت کو مدح سے آگے لے جا کر **اظہارِ نیاز و طلب** کی ایک نازک، لطیف اور وجدانی صورت میں ڈھال دیتا ہے۔

اس نعت میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ **حمد و نعت کے امتزاج** سے کام لیتے ہیں، جہاں ایک طرف ربّ کی عطا کی جھلک ہے، تو دوسری جانب نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اس عطا کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ اس انداز سے وہ سیرتِ نبوی ﷺ کے جمال کو ایک ایسے **الہامی، فنّی اور جمالیاتی تجربے** میں ڈھالتے ہیں جو قاری کو نہ صرف فکری و دینی اعتبار سے متاثر کرتا ہے بلکہ اس کے ذوقِ جمال کو بھی جِلا بخشتا ہے۔

یہ نعت پیر مہر علی شاہؒ کے اس فکری رُجحان کی عکاسی کرتی ہے جس میں **سیرتِ نبوی ﷺ کو محض تاریخی یا اخلاقی مضمون نہیں بلکہ روحانی، جمالیاتی اور عرفانی حقیقت** کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ وہ اپنے فن کے ذریعے سیرت کے حسن کو اس طرح مجسم کرتے ہیں کہ نعت قاری کے لیے **عقیدت، محبت اور روحانی فہم** کا ایک ہمہ جہت تجربہ بن جاتی ہے۔

ہندی نعت: ”جب سے لاگے تورے سنگ نَین پیا“

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی ہندی نعت **”جب سے لاگے تورے سنگ نَین پیا“** عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی ایک ایسی وجدانی تخلیق ہے جو **وصال کی طلب، فنا فِی الرّسول ﷺ کی کیفیت اور روحانی خودسپردگی** کا عارفانہ بیان پیش کرتی ہے۔ یہ نعت نہ صرف اسلوب کی انفرادیت رکھتی ہے بلکہ زبان کے تنوّع کے ساتھ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے جذبے کو ایک نئی جہت دیتی ہے۔ شعر **”تن من دھن سب تجھ پر واروں، وار دِیوں کو نَین پیا“** میں پیر صاحبؒ مکمل تسلیم و رضا کے ساتھ اپنی

ذات، کائنات اور کل موجودات کو نبی کریم ﷺ کی نذر کر دینے کا اعلان کرتا ہے—یہ کیفیت صوفیانہ عشق کا عروج اور نعتیہ اظہار کا نکتۂ کمال ہے۔ نعت کا مرکزی شعر ملاحظہ فرمائیں:

لحمک لحمی، جسمک جسمی، فرق نہیں ما بین پیا
مہرِ علیؒ ہے حُبِّ نبیؐ اور حُبِّ نبیؐ ہے مہرِ علی[8]

یہ شعر نہ صرف پیر مہر علی شاہؒ کی فکری اور روحانی نسبت کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہاں وہ مشہور حدیثِ قرب کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: (مفہوم) لحمک لحمی، دمک دمي و جسمک جسمي۔[9] اس حدیث کے عرفانی مفہوم کے تحت پیر صاحب اپنے اور عشقِ رسول ﷺ کے باہمی ربط کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ان کی ذات اور حبِ رسول ﷺ ایک دوسرے میں مدغم ہو چکی ہیں۔ یہ وحدت کی وہ کیفیت ہے جہاں عاشق و معشوق کی شناخت جدا نہیں رہتی۔

یہ نعت حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے جمالیاتی، وجدانی اور روحانی تاثر کی ایک منفرد مثال ہے۔ ہندی زبان میں لکھی گئی اس نعت کے ذریعے انہوں نے نہ صرف زبان و بیان کا دائرہ وسیع کیا بلکہ عشقِ رسول ﷺ کو ایسی زبان میں بیان کیا جو دل کی گہرائیوں سے نکل کر ہر قاری کی روح میں اتر جاتی ہے۔ یہ نعت سیرت کے عشق انگیز اور فنا انگیز پہلو کو ایسے اسلوب میں پیش کرتی ہے جو ادب، تصوف اور روحانیت کا حسین امتزاج ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری کا فنی و اسلوبیاتی تجزیہ اس امر کا مظہر ہے کہ وہ نہ صرف ایک عارفِ کامل تھے بلکہ ایک صاحبِ طرز شاعر بھی تھے جنہیں زبان، عروض اور فنِ بیان پر گہری گرفت حاصل تھی۔ ان کی نعتوں میں تشبیہ و استعارہ کا بلند ذوق نمایاں ہے؛ وہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ، جمالِ سیرت اور روحانی واردات کو ایسے پیکرِ معنی میں ڈھالتے ہیں جو قاری کے وجدان کو جھنجھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے اشعار میں عروضی روانی اور قافیہ و ردیف کی خوبصورت ترتیب نہ صرف فنی

---

8. ایضاً، ص۱۹۔/ Ibid., 19.

9. ابنِ عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، ج:۴۲، ص ۴۲۔

Ibn ʿAsākir. Tārīkh Madīnat Dimashq, vol. 42, p 42.

پختگی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ نعتیہ جذبات کی تاثیر میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ ان کا کلام صوتی لحاظ سے نہایت ہم آہنگ اور متوازن ہے؛ صوتی توازن اور وجدانی اسلوب ان کے اشعار کو محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ وجد کا تجربہ بنا دیتا ہے۔

مزید برآں حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے اپنی نعتیہ شاعری میں مختلف زبانوں —عربی، فارسی، اُردو، پنجابی اور ہندی— کو نہایت مؤثر انداز میں استعمال کیا، جس سے ان کی نعتیں زبان و بیان کے دائرے سے نکل کر کثیر الثقافتی روحانی تجربہ بن جاتی ہیں۔ ہر زبان کے فطری آہنگ اور جمالیاتی امکانات کو بروئے کار لا کر انہوں نے عشقِ رسول ﷺ کی کیفیت کو نہایت موثر اور ہمہ گیر انداز میں پیش کیا۔ ان کی شاعری کا اسلوب وجدانی ہے، جہاں لفظ صرف وسیلہ نہیں بلکہ روح کی ترجمانی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ان کا کلام صرف جمالیاتی اظہار تک محدود نہیں بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کی فکری، روحانی اور عرفانی ترجمانی کا مکمل بیانیہ ہے۔ ان کی نعت گوئی میں عشقِ رسول ﷺ ایک زندہ روحانی تجربہ بن کر جلوہ گر ہوتا ہے، جس میں عشق و ادب، عرفان و شریعت اور فن و وجدان کی حسین آمیزش نظر آتی ہے۔ پیر صاحبؒ کی شاعری جہاں صوفیانہ روایت کا تسلسل ہے، وہیں اس میں جمالیاتی ندرت، لسانی حسن اور فکری عمق بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کے عربی، پنجابی، فارسی، اردو اور ہندی نعتیہ اشعار قاری کو نہ صرف جذباتی و روحانی سطح پر متاثر کرتے ہیں بلکہ اسے سیرتِ رسول ﷺ کی عرفانی اور روحانی جہات سے بھی روشناس کراتے ہیں۔

یہ مقالہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے نعتیہ کلام میں سیرتِ طیبہ ﷺ کے جمالیاتی اظہار کا ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے جو جدید علمی و فنی تقاضوں کے ساتھ ساتھ صوفیانہ شعور و وجدان کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی نعت "دل لگڑا بے پرواہاں نال" اور اس سے منسلک خواب و زیارت کا واقعہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ محض زبانی مدح نہیں بلکہ ایک روحانی معراج ہے جو اتباعِ سنت، خود سپردگی اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقی طلب سے عبارت ہے۔ ان کی نعت گوئی درحقیقت ایک زندہ روحانی پیغام ہے جو قاری کے دل میں عشقِ رسول ﷺ کی چنگاری سلگاتا ہے اور اسے سیرتِ نبوی ﷺ کے جمالیاتی، اخلاقی اور روحانی جہانوں میں داخل ہونے کی دعوت دیتا ہے۔